JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.02

TITLE OF THE PAPER

حضرت خواجہ غلام فرید اور ان کی اردو شاعری

AUTHOR(S)

* **Zeehasham Haider**
Ph.D Scholar, Department of Urdu,
National College of Business Administration & Economics, Multan
** Dr. Rafia Malik
Assistant Professor, Department of Urdu,
National College of Business Administration & Economics, Multan

CONTACT

* zeehashamhaider1@gmail.com
** rafiamalik7151@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: December 13, 2024
Accepted on: December 28, 2024
Published on: December 31, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 02, Page No: 153-163
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu,
Bahauddin Zakariya University, Multan

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

* ذی حشم حیدر ** ڈاکٹر رافعہ ملک

حضرت خواجہ غلام فرید اور ان کی اردو شاعری

Hazrat Khawaja Ghulam Farid and his Urdu Poetry

ABSTRACT

Khawaja Farid is one of the crown princes of Saraiki's poetry Kingdom whose power will never fade. They are such a light of thought and vision that will continue to illuminate the atmosphere despite the deep fog of passing time. Farid's Urdu poetry is also a distinctive aspect of his poetic personality. who being out of sight, could not get tribute from the literature.

The era in which Khawaja Farid wrote Urdu poetry is a period of great crisis in terms of history, politics and culture. But for the Urdu language and literature, it has the status of an evolutionary period. Farid's tenure spans from 1846 to 1901.From Farid's Urdu poetry, it is clear that during his time, the new lights of the poetry schools of Lucknow and Delhi could not reach the remote literary desert of Bahawalpur with their full brilliance. According to Farid's Urdu Ghazals, the style and harmony of the early poets in seen to be well established.

Farid's Urdu poetry does not appear to be lively, charming and heartwarming in a cursory review. Because Farid's Saraiki is able to stand on the throne of greatness in poetry. We want to see it unconsciously close to the same standard in Urdu poetry as well. But if we analyze Farid's poetry keeping in front of the facts of distance from cultural and academic centers, literary isolation of Bahawalpur and the slow pace of evolution of Urdu literature at the regional level, then we can see glimpses of his uniqueness and greatness in this too. They are visible and their artistic confidence and lyrical ego have to be convinced.

KEYWORDS

Khawaja Farid, Crown princes of Saraiki's poetry, Urdu poetry of Khawaja Farid, poetic personality, Tribute, literary desert, Farid's Urdu Ghazals.

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں بر صغیر پاک و ہند کے اس عظیم صوفی شاعر کے

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

شجرہ نسب کو کچھ محققین حضرت عمر بن خطاب سے جاملاتے ہیں جبکہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ”مناقب محبوبیہ“ میں اپنے والد محترم کو قریشی اور حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد میں سے بتایا ہے آپ کے آباؤ اجداد ٹھٹھہ سے سندھ آئے ۔آپ کے خاندان کا ایک فرد یحییٰ بن مالک اسلامی لشکر کے ساتھ سندھ سے منگلوٹ، ضلع ملتان میں آیا۔یہاں سے یداوالی ضلع مظفر گڑھ اور پھر چاچڑاں ضلع رحیم یار خان سے ہوتے ہوئے کوٹ مٹھن ضلع راجن پور آباد ہوئے۔آپ کے بزرگ شیخ عیسیٰ حضرت بندہ نواز گیسودراز کی بیعت تھے اور ولائیت میں مقام پایا۔آپ کے ایک بزرگ مخدوم نور محمد کے ساتھ مغل بادشاہ شاہ جہاں کو بڑی عقیدت تھی اس نے پانچ ہزار بیگھے زمین بھی ان کے نذر کی تھی۔خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دادا سئیں خواجہ محمد عاقل سندھ کے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے خلیفہ تھے اور بہادر شاہ ظفر کو ان سے محبت وعقیدت تھی ۔آپ کے والد محترم مولانا خدابخش محبوب الٰہی سے نواب بہاول خان نواب ریاست بہاولپور کو عقیدت تھی جبکہ مغل شہزادے مرزا احمد اختر کو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سے بے انتہا عقیدت تھی۔

جہاں تک آپ کی پیدائش مبارک کا تعلق ہے ۔سلطان العاشقین، قدوۃ المساکین، رئیس الواملین، امام العارفین، محبوب رب العالمین، قطب دوراں، الحاج حافظ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تدیخی نام خورشید عالم تھا اور آپ کو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید الدین شکر گنج کی وجہ سے بلایا جاتا ہے جو سلسلہ چشت کے عظیم صوفی اور سرائیکی کے عظیم شاعر تھے ۔آپ کی پیدائش چاچڑاں شریف کے تدیخی محل میں 26 ذی الحج 1261ھ بروز منگل بمطابق 1845ء میں ہوئی۔

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مدت سے اہل علم وادب عطاّر سندھ حضرت سچل سرمست کی طرح شاعر ہفت زبان لکھتے اور کہتے چلے آرہے ہیں۔مگر اس حوالے سے کچھ لوگ سات زبانوں کو انگلیوں پر گن کر دکھانے کا مطالبہ بھی کرتے رہے ہیں۔بہر حال اس بات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ان نابغہ روزگار اکابر میں سے ہیں جو نہ صرف تمام علوم وفنون پر کامل دستگاہ رکھتے ہیں بلکہ ابداع واختراع اور ایجاد واجتہاد کے مقام پر بھی فائز ہوتے ہیں۔خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بلا مبالغہ تمام علوم وفنون میں یکتائے زمانہ اور علاّمۃ الدھر تھے۔ لیکن صرف علوم وفنون یا شعر وادب میں کمال ان کے لیے طرہ امتیاز نہیں تھا بلکہ ان کی شہرت وناموری کا اصل سبب ان کی ولائیت اور سجادہ مشیخت ہے جس کی بناء پر انہیں اہل فضل وکمال نے اکابر اولیاء اللہ اور مشائخ کرام میں شمار کیا ہے۔

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

دوسری طرف وہ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ ماہر لسانیات بھی تھے ان کے سرائیکی اور اردو دواوین شاہد ہیں کہ انہوں نے ناسخ وسودا، اور میر وغالب کی طرح سرائیکی اور اردو ادب کو نہ صرف نئی تراکیب، نئی اصطلاحات، نئے استعارے (علامات) اور نئے الفاظ دیئے ہیں بلکہ ان الفاظ وتراکیب کو نگینوں کی طرح تراش کر اپنی شاعری کی زینت بنایا ہے کچھ الفاظ کو نئے معنی دیئے ہیں اور کچھ معانی کے لیے نئے الفاظ تراشے ہیں۔مزید برآں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے سرائیکی اور اردو زبان کو ڈھیر ساری خوبصورت دلکش اور جاندار تشبیہات اور استعارے (رموز وعلائم) بھی عطا کئے ہیں جن کی وجہ سے ان کی شاعری کو چار چاند لگ گئے غرض انہوں نے فکر نو، تازگی الفاظ، حسن تراکیب اور جدت اسلوب سے سرائیکی کافی اور اردو غزل کو نہ صرف مالا مال کر دیا بلکہ اردو غزل کی تہذیب اور لسانی روایت کو تازگی بخشی اور کافی کو معراج کمال تک پہنچایا۔(1)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو شاعری بھی ان کی بو قلموں شخصیت کا ایک ایسا ہی امتیازی رخ ہے جو نظروں سے اوجھل رہنے کے باعث دیدہ وران ادب سے خراج تحسین نہیں پاسکا۔خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے جس دور میں اردو شاعری کی وہ تدریخی، سیاسی اور ثقافتی اعتبار سے بڑا بحرانی دور ہے لیکن اردو زبان وادب کے لیے اسے ارتقائی دور کی حیثیت حاصل ہے۔خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا عہد 1841 سے 1901 تک محیط ہے ان کے ہمعصروں پر نظر ڈالئے تو ایک طرف مولانا محمد حسین آزاد (1833۔1910) مولانا حالی (1827 تا 1914) اور اکبر الہ آبادی (1846۔1921) فطری انداز فکر حقیقت پسندی اور حیات وکائنات کی ترجمانی کی جوت جگاتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف امیر مینائی مرزا داغ دہلوی (1831۔1905) اور شاد عظیم آبادی (1846-1927) قدامت وجدت کی مشعلیں جگمگائے ہوئے ہیں۔

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو شاعری سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دور میں لکھنؤ اور دہلی کے دبستان شعری کے نئے اجالے بہاولپور کے دور افتادہ صحرائے ادب تک اپنی پوری تابندگی کے ساتھ نہیں پہنچ سکے تھے، یہی وجہ ہے کہ فکر و نظر، زبان وبیان کے اعتبار سے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو غزلوں میں شعرائے متقدمین کا اسلوب وآہنگ رچا بسا نظر آتا ہے۔ سرسری جائزے میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو شاعری زیادہ جاندار، دلکش اور دلگداز معلوم نہیں ہوتی کیونکہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سرائیکی شاعری میں عظمت کے جس تخت وطاؤس پر متمکن ہے ہم اردو شاعری میں بھی اسے لاشعوری طور پر اسی معیار کے قریب دیکھنا چاہتے ہیں۔لیکن اگر ہم

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

تہذیبی و علمی مراکز سے دوری، بہاولپور کی ادبی سنگلاخی اور علاقائی سطح پر اردو ادب کے ارتقائی عمل کی سست رفتاری کے حقائق کو سامنے رکھ کر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کا تجزیہ کریں تو ہمیں اس میں بھی ان کی انفرادیت وعظمت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں اور ان کے فنی اعتماد اور شعری انا کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

اس ملک میں ہے کون کہ نظم اپنی کو سمجھے
ناسخ کو بھی یہ درد کا نسخہ نہیں آتا
سودا کہے جو دیکھی غزل تیری اے فرید
سو(۱۰۰) رمز ہے نہاں ترے اک اک سخن کے بیچ (2)

جہاں تک دیوان فرید اردو یعنی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اردو کلام کا تعلق ہے اس حوالے سے بہت سے محققین نے اعتراضات اٹھائے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ اردو کلام خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے اس حوالے سے واصفہ جبین نے اپنے ایم فل اردو کے مقالے "تدوین کلام فرید اردو" میں بہت سارے تحقیقی حوالوں کے ساتھ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اردو کلام بارے بحث کی ہے اور مختلف ناقدین اور محققین کے خیالات کو سامنے رکھ کر اردو کلام فرید کو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہی ثابت کیا ہے۔اس حوالے سے واصفہ جبین کچھ یوں رقمطراز ہیں۔

"خواجہ غلام فرید رحمۃاللہ علیہ کی اردو شاعری کی اصلیت کے بارے میں کچھ شبہات کے ساتھ اُس کے معیار کے سلسلے میں "ماہرین فریدیات" کے ہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔خواجہ غلام فرید رحمۃاللہ علیہ کے اردو کلام کے بارے میں جناب محمد سعید احمد شیخ اور ڈاکٹر اسلم عزیز درانی کا خیال ہے کہ یہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا کلام نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک کلام کا فنی اور تاثراتی معیار وہ نہیں ہے جو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سرائیکی کلام کا ہے۔ڈاکٹر اسلم عزیز درانی نے اپنے اس خیال کا اظہار روزنامہ امروز ملتان میں شائع شدہ ایک مضمون میں کیا تھا لیکن اردو اور سرائیکی زبان کے معروف محقق اور نقاد جناب ڈاکٹر طاہر تونسوی کا خیال ہے کہ خواجہ غلام فرید رحمۃاللہ علیہ کا اردو کلام ان کا اپنا کلام ہے اس کا اظہار انہوں نے اپنی نئی کتاب "خواجہ غلام فرید شخصیت اور فن" میں کیا ہے اور ساتھ ہی خواجہ غلام فرید رحمۃاللہ علیہ کی اردو شاعری پر اظہار خیال کیا ہے تاہم میں یہ یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ خواجہ غلام فرید رحمۃاللہ

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E): 1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

علیہ کا اپنا کلام ہے جس طرح فارسی میں بھی اُن کا کلام موجود ہے۔

میرے نزدیک یہ بات کسی طور پر بھی قابل یقین نہیں کہ کسی شخص نے اتنا بڑا خود ساختہ دیوان لکھ کر اُن کی زندگی میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نام چھپوا دیا ہو اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تردید تک نہ کی ہو۔ علاوہ ازیں جو صاحبان اردو کلام کو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نہیں مانتے وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ یہ کلام کس فرد نے تخلیق کیا ہے۔ حالانکہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ان کے ایک مرید مولوی نجم الدین عرف معروفی کرخی نے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی باقاعدہ اجازت کے ساتھ 1884ء میں ان کا یہ اردو کلام اپنی تصیحات کے ساتھ طبع کرایا۔"(3)

جبکہ میر حسان الحیدری چانڈیو دیوان فرید اردو کے اصل نسخے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"دیوان فرید اردو کے تمام مطبوعہ نسخوں میں کتابت وطباعت کی غلطیوں سے اکثر و بیشتر اشعار کا حلیہ بگڑ چکا تھا چنانچہ کسی مستند قلمی نسخے کی تلاش میں مدتوں سرگرداں رہنا پڑا مگر برسوں کی تلاش و جستجو کے باوجود مجھے "دیوان فرید اردو" کا کوئی صحیح قلمی نسخہ میسر نہ آسکا تھا۔ خدا بھلا کرے مولانا غلام محمد مستوئی زاد اللہ عمرہ وبارک لہ، کا کہ انہوں نے پہلی ملاقات میں بتلا دیا کہ ہمارے خاندان میں حضرت خواجہ فرید علیہ الرحمۃ کے زمانہ سے ایک قلمی نسخہ کتابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ جسے تقریباً چوتھی بار نقل کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں فوٹو اسٹیٹ کرانے کے لیے اپنا موجودہ نسخہ عنایت کیا جسے ہم نسخۂ متن کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ دیوان فرید اردو کا اصل نسخہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قابل فخر استاد اور سرائیکی و فارسی زبان کے خوشگوار شاعر میانجی برخوردار کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ میانجی برخوردار کے ہاتھ کا لکھا ہوا اصل نسخہ کہاں گیا اس کا پتہ تو موجودہ وارث اور مشہور کاتب مولوی غلام محمد صاحب بھی نہ بتلا سکے۔ البتہ جو نسخہ ہمیں دریافت ہوا ہے اس نے مطبوعہ دواوین کا نہ صرف پول کھول دیا بلکہ کافی حد تک درست اور صحیح ہونے کی وجہ سے ہماری منزل مقصود کو بھی قریب تر کر دیا۔ اس قلمی نسخہ کی دریافت کے بعد خاکسار نے یہ تہیہ کر لیا کہ اب "دیوان فرید اردو" کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں کا تقابل کر کے ایک درست اور صحیح متن تیار کرنا چاہیے۔ چنانچہ تقریباً پانچ سال کی محنت کے بعد آٹھ مطبوعہ اور تین قلمی نسخوں کے تقابلی مطالعہ سے یہ نسخہ مرتب کیا گیا ہے۔"(4)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

جہاں تک خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو شاعری کا تعلق ہے تو 1972ء میں صدیق طاہر نے ان کا اردو کلام شائع کیا تھا یہ مجموعہ 98 غزلوں، 9 رباعیات، 2 قطعات اور ایک سرائیکی اردو مخلوط نظم پر مشتمل ہے۔ صدیق طاہر کا مرتب کردہ یہ اردو دیوان بالکل اس دیوان کے مطابق ہے جو ۱۸۸٤ء میں مطبع رونق آ گئیں، گلزار محمدی، لاہور سے شائع ہوا تھا اس دیوان میں بھی دو قطعات چار رباعیات ایک مخلوط نظم اور اٹھانوے اردو غزلیں تھیں۔(5)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اردو کلام میں لفظی اور معنوی ضائع وبدائع کا اس کثرت سے استعمال ہوا ہے کہ محض ان کے ایسے اشعار سے صنائع وبدائع پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے نئی بحور اور نئے اوزان کا تجربہ سرائیکی کافیوں کی طرح اردو غزل میں بھی کامل مہارت اور پوری کامیابی کے ساتھ کیا ہے اگر آپ اردو کلام فرید کا گہرا مطالعہ کریں تو آپ کو قدم قدم پر انوکھی کھری اور دلکش تشبیہات کے ایک "گنج گرانمایہ" سے واسطہ پڑے گا۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اردو شعر میں روزمرہ، محاورات اور تلمیحات کو ان کے حقیقی پس منظر میں رکھ کر پورے شعور کے ساتھ استعمال فرمایا ہے مگر چونکہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دھرتی، اپنے وسیب، اپنی تہذیب وثقافت، اپنے وسیبی راستوں، بستیوں، قصبوں، درختوں، پرندوں، پھولوں اور پھلوں سے گہری محبت اور روحانی لگاؤ ہے وہ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی طرح اپنی دھرتی اپنے ماحول اور اپنے وسیب کی ہر ایک چیز سے بے پناہ محبت کرنے والا شاعر ہے۔ اس لیے اس نے سرائیکی شاعری کی طرح اپنی اردو شاعری کے لیے بھی خالص وسیبی محاورات، تشبیہات، استعارات اور روزمروں کا ایک نگار خانہ سجایا ہے۔ جس میں پڑھنے اور سننے والوں کو گل ولالہ اور سنبل یا سمن کی بجائے کرڑ کنڈا، لانا، پھوگ اور لئی (جھاؤ) کے سرخ وسفید پھولوں، عطر بیز پتوں جھولا جھولتی ٹہنیوں اور دید وسا گوان سے زیادہ خوشبودار درختوں کی سوندھی سوندھی خوشبوؤں، ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں اور افلاس زدہ وسیب کی بھوک مٹانے والے پھلوں کی تلخی وشیرنی محسوس ہوگی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے وسیب کی ہر چیز سے حقیقی محبت ہے وہ عربی، فارسی اردو وغیرہ کے ماہر لسانیات ہونے کے باوجود اردو، عربی اور فارسی الفاظ کو بھی اپنے وسیب کے لہجے اور تلفظ میں ادا کرتے ہیں جسے بے خبر، یدان تیز گام، نے اردو لب ولہجہ سے ان کی بے خبری قرار دے دیا اور یہاں تک لکھ دیا کہ وہ (خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ) اردو کے نئے لب ولہجے اور جدید اصطلاحات اور تقاضوں سے انجان اور بے خبر تھے۔(6)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی سرائیکی شاعری کی مقبولیت اور تاثیر مسلم ہے مگر اردو شاعری کا مطالعہ اس لیے بھی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

ضروری ہے کہ ایک تو یہ بھی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری ہے دوسرے یہ وہ دنیا ہے جہاں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ آوازوں کے بھنور میں گرداں محسوس ہوتے ہیں کہیں آتش، کہیں ناسخ جیسے

میں نے بیتابی دل اپنی کا نقشہ سمجھا
آسماں پر کبھی جب گردو بگولا دیکھا

آب آتش ہی بنے مچھلی سمندر ہو جا
مجھ سے پر سوز اگر جانب دریا دیکھا

ویرانے کو سن کر مرے، آباد بہت رویا
زنجیر مری دیکھ کے آزاد، بہت رویا

مانند شمع رکھتا ہوں شعلہ دہن کے بیچ
بل گل کی طرح آگ ہے سارے بدن کے بیچ

محروم کوئے جاناں، مقتول تیر ہجراں
محبوُس دام حرماں جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں (7)

حقیقت یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ رموز عشق و عاشقی کے شاعر تھے درد و غم کے شاعر تھے ہجر و فراق کی کیفیات کے شاعر تھے ۔نسخہ درد کے شاعر تھےاور ان کی شاعری حسن و عشق کی واردات کی شاعری ہے جو اردو غزل کی کلاسیکل روایت سے وابستہ ہے ان کی غزل کا علامتی نظام بھی قیس لیلیٰ، یوسف شیریں، سلیمان، ید بیضا، طور ادا، اعجاز مسیحا وغیرہ کے گرد گھومتا ہے البتہ ان کا شعری اظہار زبان و بیان کے حوالے سے اردو کے ابتدائی شعراء سے ملتا ہے۔ اگر غزلیات کا انتخاب کیا جائے اور ان کے اشعار بھی منتخب کیے جائیں تو یقینی طور پر ہر غزل میں اچھے اور پائے کے شعر موجود ہیں جو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے انفرادی لب و لہجہ، عمیق مطالعے اور روایت شعری سے وابستگی کا ثبوت

فراہم کرتے ہیں اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی فنی پختگی اور فکری بلندی کا منظر نامہ بھی۔

دم ضعف سے جاتا ہے کہ میرا نہیں آتا
اس حال میں بھی رشک مسیحا نہیں آتا

دریائے محبت کا شناور ہوں فرید آج
افسوس کہ ہاتھ اپنے سہارا نہیں آتا(8)

خواجہ صاحب بنیادی طور پر صوفی تھے اور تصوف سے ان کا تعلق اتنا گہرا تھا کہ اُسے صدیوں پر محیط کیا جا سکتا ہے۔ ان کے والد، دادا اور پر دادا سب اپنے زمانے کے جلیل القدر روحانی پیشوا تھے۔ تصوف کی تعلیمات ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھیں۔ اسی ماحول میں انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ اسی ماحول میں ان کی پرورش ہوئی اور اسی ماحول میں خود انہوں نے تمام زندگی گزاری۔ اس لیے ان کی شاعری وہ اردو ہو یا سرائیکی تصوف سے جدا نہیں کی جا سکتی۔(9)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ایک معروف صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف کی گہرائیوں پر عالمانہ نظر رکھتے تھے۔ وہ اپنے دور کے آخری بڑے وحدت والوجودی شاعر اور صوفی تھے۔ وحدت الوجودی فکر تک اُن کی رسائی خاندانی عقیدے کے ساتھ وجدانی طور پر بھی تھی۔ وہ اس سلسلے میں معروف فلسفی سپائی نوزا کی طرح عقلی طور پر اس نظریے کو ذہنی ریاضت کے حوالے سے نہ دیکھتے تھے بلکہ اس فلسفے کے تمام روحانی سیاق وسباق سے باخبر تھے۔

وحدت الوجود کے عقیدے کے حوالے سے ایک صوفی کو نورِ لم یزل کا عکس جہاں کائنات کی ہر شے میں دکھائی دیتا ہے۔ وہاں اُسے اپنے مرشد میں اس سے بھی زیادہ نظر آتا ہے۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مرشد حضرت فخر جہاں کی شان میں کئی اشعار کہے ہیں:

میں ہوں سگِ آستان فخر جہاں کا
شیروں سے فوق مرتبہ ہے میری شان کا
روز ازل سے اُس کے میں نازوں کا ہوں خرید
مالک ہے میرے دین و دل و جان کا
بیان کس طرح ہوگا مجھ سے شان فخر عالم کا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

کہ بعداز انبیاء وہ فخر ہے اولادِ آدم کا
مری آنکھوں سے وہ نورنبی جب چھپ گیا اس میں
جمادی الاوّل اب مجھ پر بنا ماہِ محرم کا(10)

خواجہ غلام فریدرحمۃ اللہ علیہ اردو شاعری کے کلاسیکی دور میں دہلی یا لکھنؤ میں پیدا ہوتے تو اُن کا شمار بھی اردو کے صفِ اوّل کے شعراء میں ہوتا اور اُن کی تمام شاعری کو نہ صرف نصابوں میں پڑھایا جارہا ہوتا بلکہ غالب کے اشعار کی طرح ان میں نئے نئے مفاہیم نکالے جارہے ہوتے اور نئے نئے انداز میں اُن کی Deconstruction کی جارہی ہوتی۔

خواجہ غلام فریدرحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی داخلی شہادتیں خود اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ انہوں نے اردو کے معروف شعراء کے کلام کا بڑی توجہ سے مطالعہ کیا ہوا تھا۔ اُن کی شاعری میں باقاعدہ طور پر مرزا محمد رفیع سودا، امام بخش ناسخ اور بہادر شاہ ظفر کا ذکر آتا ہے جب کہ حیدر علی آتش کی زمین میں خواجہ غلام فریدرحمۃ اللہ علیہ کی غزلیں ملتی ہیں۔اس کے علاوہ خواجہ غلام فریدرحمۃ اللہ علیہ کی اردو شاعری پر دسترس کے حوالے سے اس سے بڑی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ بڑے بڑے اساتذہ کی زمینوں میں بڑے اعتماد کے ساتھ مسلسل غزلیں کہتے ہیں بلکہ اُن کو اپنی غزلوں میں چیلنج بھی کرتے ہیں۔

اس ملک میں ہے کون کہ نظم اپنی کو سمجھے
ناسخ کو بھی یہ درد کا نسخہ نہیں آتا (11)

خواجہ غلام فریدرحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح سرائیکی شاعری میں نت نئے تجربات کیے اس طرح اردو غزلیات میں بھی اُن کا ایک نیا تجربہ ہمیں ملتا ہے جہاں وہ آدھا مصرع فارسی میں اور آدھا مصرع اردو میں کہتے ہیں۔

درونِ جانم فگار کر دی، خدنگ غمزہ چلا کے ہم کو
بہ بستر ناز خفتہ بودم وہاں سے ناگہ اُٹھا کے ہم کو
بحسنِ خوباں چہ کا ردارم کہ حضرتِ بے مثال یدم
ز عشقِ صورت نمود فارغ ظہور معنیٰ دکھا کے ہم کو
ہمیشہ ہمدم رقیب باشد کروں شکایت میں کس کے آگے
گہے نہ پر سید حال مارا حضور اپنے بٹھا کے ہم کو

جس طرح خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں فارسی اور اردو کے امتزاج سے غزل کا ایک نیا تجربہ کیا ہے اس طرح خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنی اردو غزلوں میں بے تکلفی کے ساتھ سرائیکی کے الفاظ اس طرح استعمال کیے ہیں جیسے کسی نگینہ میں موتی جڑ دیا گیا ہو۔

اُس پہ جس سے ملکِ دل سب ہو گیا ویران ہے دل
آپ سے "آپے" تو جا کر مبتلا کیوں کر ہوا
جل جاتا ہے آگِ رشک سے ناسخ بھی اے فرید
سنتا کسی سے تیرے "جے" شعر آبدار کو
فرید اپنے گھر "موں" اب مجھے اس کا وطن یاد آگیا
گویا بلبل کو خزاں میں گل چمن یاد آگیا

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے کلام کی ان خوبیوں کا احساس تھا اس لیے انہوں نے کسی شاعرانہ تعلّی کے بغیر یہ کہا تھا:

جس نے یہ غزل سنی کہنے لگا وہ تو فرید
بیت اس کا کوئی بیکار نہ دیکھا نہ سنا (12)

بلاشبہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ آفاقی و سرمدی شاعر ہیں جیسے آپ کی سرائیکی شاعری کو پذیرائی ملی ان کی اردو شاعری کو اس سطح پر مقبولیت حاصل نہیں ہو سکی شاید اس کی ایک وجہ اردو کلام فرید کی اصلیت کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اردو کلام کافی عرصہ اہل علم وادب کی نظروں سے اوجھل رہا راقم الحروف نے کوشش کی ہے کہ ہمارے خطے کے اس عظیم صوفی شاعر کی اردو شاعری کے حوالے سے مختلف محققین اور نقادوں کی آراء کی روشنی میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اردو شاعری کے محاسن کو اجاگر کیا جا سکے۔ آپ کی اردو شاعری کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے کسی ایک مضمون میں ان سب کو بیان کرنا مشکل ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ میر حسان الحیدری چانڈیو، اردو دیوان فرید (قلمی اور مطبوعہ نسخوں کا تقابلی مطالعہ)، (بہاولپور: سرائیکی ادبی مجلس، 2005)، ص 53-54

2۔ صدیق طاہر (مرتب)، دیوان خواجہ غلام فرید (اردو)، (بہاولپور: اردو اکیڈمی، 1972)، ص 23-24

3۔ واصفہ جبین، تدوین کلام فرید اردو، (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، 2009)، ص 11-12

4۔ اردو دیوان فرید (قلمی اور مطبوعہ نسخوں کا تقابلی مطالعہ)، ص 189-190

5۔ شکیل پتافی، ڈاکٹر، جنوبی پنجاب میں اردو شاعری، (ملتان: جھوک پبلی شرز، اگست 2008)، ص 253

6۔ اردو دیوان فرید (قلمی اور مطبوعہ نسخوں کا تقابلی مطالعہ)، ص 30-31

7۔ انوار احمد، ڈاکٹر، خواجہ فرید کے تین رنگ، (ملتان: بزم ثقافت، دسمبر 1985)، ص 13-14

8۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، خواجہ غلام فرید: شخصیت اور فن، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، 2007)، ص 83

9۔ جاوید اختر بھٹی، مرتب، خواجہ غلام فرید کی اردو شاعری، سلیم آغا قزلباش، ڈاکٹر، (ملتان: ملتان انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، جنوری 2003)، ص 17

10۔ واصفہ جبین، تدوین کلام فرید اردو، (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، 2009)، ص 33-35

11۔ ایضاً، ص ص 38-39

12۔ ایضاً، ص 45-46